محمد عطاء اللہ صدیقی قسط (۱)

اسلام.... یا.... فکری ارتداد؟

سیکولر اور ملحد دانش بازوں کے بعض سوالات کا جائزہ

اس مضمون میں "فکری ارتداد" سے بحث کرتے ہوئے ایک جگہ فاضل مضمون نگار کہتے ہیں کہ "جناح کے تصور پاکستان "کے حوالے سے کوئی سا تضاد موجود نہیں رہا بلکہ یہ تضاد سیکولر ستوں کی تاویلوں سے ابھرا ہے۔ ہمارے نزدیک مسلم لیگ کی پالیسیوں میں دو رخاپن اور اس کی قیادت کے بیانات میں تضاد کا پایا جانا، ایک تاریخی حقیقت ہے۔ البتہ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام، اس ملک کے بنانے والوں اور چلانے والوں کے لیے ہمیشہ اس درجہ ناگزیر رہا ہے کہ اس کی مخالفت یا اس سے انکار، کوئی بھی "افورڈ" نہیں کر سکا۔ جیسا کہ خود فاضل مضمون نگار نے غلام محمد، سکندر مرزا، ایوب خان، یحیی خان اور بھٹو کی مثال دیتے ہوئے تسلیم کیا ہے۔ "پاکستان کا مطلب کیا ___ لاالہ الا اللہ" کا نعرہ لگائے بغیر نہ تو ۱۹۴٦ء کا الیکشن جیتا جا سکتا تھا، اور نہ پاکستان بنایا جا سکتا تھا۔ ملک بننے کے فوراً بعد، اس تضاد نے ایسا سر اٹھایا کہ آج تک سر نہیں ہو سکا۔ "اسلامی سوشلزم" اور "اسلامی جمہوریت" کے شتر گربے بھی، اسی تضاد کی ناجائز اولاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ (ادارہ)

پاکستان کے سیکولر، ملحد، اشتراکی دانش باز حسن اتفاق سے مسلمان گھرانوں میں پیدا تو ہو گئے تھے مگر وہ اس اتفاقی حادثہ کے متعلق شدید ندامت و خجالت کا شکار ہیں۔ وہ "روشن خیالی" کی منزلیں طے کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچے ہوئے ہیں جہاں اسلام سے کسی قسم کی وابستگی یا اپنی اسلامی شناخت کا اعتراف انہیں رجعت پسندی کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔ ان کے بیانات کو پیش نظر رکھا جائے تو بلاشبہ وہ فکری ارتداد کے مرتکب ہو چکے ہیں، مگر ان کے اندر سے اس قدر اخلاقی جرات نہیں ہے کہ وہ کھلم کھلا اپنے 'مرتد' ہونے کا اعلان کر سکیں۔ وہ ایک عجیب فکری گھٹن اور مخمصے میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بظاہر اپنے مسلمان ہونے کے دعوے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے مگر اسلام کو ضابطہ حیات کے طور پر قبول کرنے کو بھی تیار نہیں ہیں۔ وہ اسلام کی کھل کر تو مخالفت کر نہیں سکتے، کیونکہ پاکستان جیسے نظریاتی ملک میں 'حریت فکر' کے مغربی معیارات کو ابھی تک قبولیت نہیں مل سکی۔ البتہ اپنی دانشورانہ فریب کاری کے پردے میں وہ اسلام کی مخالفت کا کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور

ڈھونڈ نکالتے ہیں۔

سیکولرازم کی نئی لہر: ان دنوں سیکولرزم کا ایک نیا سیلاب پاکستان کی نظریاتی سرحدوں سے ٹکرارہا ہے۔ پاکستان کا سیکولر طبقہ ایک مختلف جارحانہ استدلال اور منفی پراپیگنڈا کے ساتھ پاکستان کی نظریاتی اساس پر حملہ آور ہوگیا ہے۔ اس سے پہلے ان کا استدلال یہ تھا کہ محمد علی جناح سیکولر، روادار اور متحمل مزاج ریاست کا تصور رکھتے تھے۔ اب ان کا زور اس بات پر ہے کہ قیام پاکستان کا محرک سرے سے کوئی نظریہ (آئیڈیالوجی) تھا ہی نہیں۔ وہ آئیڈیالوجی کی نفی کرکے بالواسطہ اسلام کی نفی کررہے ہیں۔ کیونکہ نظریہ پاکستان کا دوسرا نام 'اسلام' ہے۔

آج کل تواتر سے سیکولر صحافی یہ لکھ رہے ہیں کہ آج کا پاکستان وہ نہیں ہے، جو جناح کا پاکستان تھا، بلکہ یہ ملاؤں کے مسخ پاکستان کا نقشہ ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ بعض افراد تو افواج کا مذاق اڑا رہے ہیں کہ یہ خواہ مخواہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ کا کردار اپنے اوپر طاری کئے ہوئے ہے۔ معلوم ہوتا ہے پاکستان کا تشخص مٹانے کی ایک بہت ہی مکروہ سازش ہے جسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کیا جارہا ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں کے دوران راقم کی نگاہ سے متعدد مضامین گزرے ہیں جس میں مندرجہ بالا افکار کا پرچار کیا گیا ہے۔ سب کا حوالہ دینا مشکل ہے البتہ میں چند ایک مضامین کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔

(۱) 'دی فرائیڈے ٹائمز' لاہور سے نجم سیٹھی کی زیرادارت نکلنے والا ایک معروف ہفت روزہ ہے، اس میں نظریہ پاکستان کے خلاف مسلسل مضامین کا سلسلہ جاری ہے۔ ۲۵ تا ۳۱ مئی ۲۰۰۱ء کے 'فرائیڈے ٹائمز' کے اداریے کا عنوان تھا: ''Mixing Religion with politics''۔ اس میں نہایت جارحانہ انداز میں علماء، دین پسندوں اور وفاقی وزیر برائے مذہبی امور ڈاکٹر محمود غازی کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اس اداریے میں اسلامی ریاست اور سیکولر ریاست کا فرق بتاتے ہوئے تحریر کیا گیا کہ سیکولر ریاست وہ ہوتی ہے جس میں ''حاکمیت (Sovereignty) عوام کے پاس ہوتی ہے، جبکہ اسلامی ریاست میں حاکمیت اللہ کی تصور کی جاتی ہے۔'' اداریہ نویس نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا تھا کہ پاکستان کے آئین میں عوام کو حاکمیت سے محروم کردیا گیا ہے۔

(۲) ۱۲/ جون ۲۰۰۱ء کو روزنامہ 'دی نیشن' میں حسین نقی کا کالم شائع ہوا، جس میں مذہب بیزار کالم نگار نے پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے پر زور دیا۔ موصوف نے اسلام پسندوں کو ''Obscurantist'' یعنی ابہام پسند یا 'ترقی کے دشمن' ہونے کا طعنہ دیا۔

(۳) ۲۶ جون ۲۰۰۱ء اور ۲/ جولائی ۲۰۰۱ء کے درمیان انگریزی روزنامہ 'دی نیوز' میں ایک غالی اشترا کی ایچ کے برکی کے مضامین کا ایک سلسلہ چھ اقساط میں شائع ہوا جس میں انہوں نے لچر انداز میں پاکستان میں اسلام کے نفاذ

کی کوششوں کو تنقید کا نشانہ بنایا۔موصوف نے نظریہ پاکستان کے وجود سے کلی طور پر انکار کرتے ہوئے اس کو ایک واہیات واہمہ قرار دیا۔ ۲۹/ جون کو اس سلسلہ کا جو مضمون شائع ہوا، اسکا عنوان تھا'' The Merchants Of Ideology '' یعنی' نظریہ کے سوداگر'۔ یہ مضمون نظریہ پاکستان کی مخالفت کا بدترین اسلوب لئے ہوئے تھا۔

(۴) جون ۲۰۰۱ء کی ہی کسی تاریخ کو انگریزی اخبار' ڈان' میں ایم بی جعفری کا ایک لغو مضمون شائع ہوا، جس میں مضمون نگار نے دعویٰ کیا کہ تحریک پاکستان کے دوران '' پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ'' کا نعرہ نہیں لگایا گیا تھا، یہ بعد میں ملاؤں نے تخلیق کیا تھا۔موصوف نے ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے دوران، تحریک آزادی میں علماء دین کی کسی قسم کی شرکت یا جدوجہد کا سرے سے انکا کیا۔

(۵) سیکولر پریس میں آج کل حمزہ علوی کے مضامین کا خوب چرچا ہے۔ یہ صاحب ریٹائرڈ وفاقی سیکرٹری ہیں، کافی عرصہ سٹیٹ بینک آف پاکستان میں بھی سینئر پوزیشن پر رہے ہیں، ورلڈ بینک میں بھی خدمات انجام دے چکے ہیں ۔مگر آج کل ان کی تمام تر توجہ پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ میں تبدیل کرنے کے لئے برپا کی جانے والی تحریک پر مرکوز ہے۔ یکم جون کو ڈھاکہ میں' مذہبی بنیاد پرستی' کے موضوع پر منعقد ہونے والی ساؤتھ ایشین کانفرنس میں حمزہ صاحب شریک ہوئے اور "The rise of religious fundamentalisms in Pakistan" یعنی'' پاکستان میں مذہبی بنیاد پرستی کا ارتقا'' کے عنوان سے پڑھا۔ یہ مقالہ ۱۵ تا ۲۱، جون ۲۰۰۱ء کے' دی فرائیڈے ٹائمز' میں چھپا۔اگر کسی نے پاکستان کے سیکولر طبقہ کے زہریلے، متعفن اور سرطانی افکار کا کسی ایک مضمون میں مطالعہ کرنا ہو تو حمزہ علوی کا مقالہ اس سلسلے میں ' جامع ترین' ہے۔اس مضمون کی ایک ایک سطر اسلام دشمنی پر مبنی ہے۔اس مقالے میں دینی مدارس، علماء اور جہادی تنظیموں کے متعلق بھی سخت ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔

(۶) معرف قادیانی صحافی اور دانشور خالد احمد نے ایک طویل عرصہ سے اسلام دشمنی میں اپنے آپ کو کھپایا ہوا ہے۔ گذشتہ کئی ماہ سے وہ اپنے کالموں میں جہادی تنظیموں کے خلاف شدید زہر اگل رہے ہیں۔ وہ جہاد فوبیا کی وجہ سے خاصے حواس باختہ نظر آتے ہیں۔ان کے خیال میں پاکستان کے تمام سیاسی، معاشی اور سماجی مسائل کا سبب یہاں بنیاد پرستی کا عروج ہے۔ وہ سیکولرازم کے انتھک مبلغ ہیں۔ حال ہی میں ان کے شائع ہونے والے ایک کالم کا عنوان تھا: '' پاکستان کے لئے سیکولرازم ناگزیر ہے۔''

(۷) گذشتہ ایک سال سے لاہور سے ایک ماہنامہ' نیاز مانہ' کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔اس کے مدیر صاحب اپنے آپ کو' مذہبی سکالر' کہتے ہیں مگر ان کی زیر ادارت نکلنے والے رسالہ میں سیکولر، اشتراکی اور ملحد دانش بازوں کے مضامین ہی شامل ہوتے ہیں۔' نیاز مانہ' کے دو ماہ پہلے کے ایک شمارے کے اداریے کا عنوان تھا'' پاکستان کی بقا سیکولرازم

میں ہے!'' اس رسالہ کے سرورق پر جناح کا وہ قول متواتر چھپ رہا ہے، جس میں انہوں نے ہندوؤں کو آزادانہ طور پر عبادت کا حق دیا تھا۔ جناح کی ۱۱راگست ۱۹۴۷ء کی تقریر کے یہ چند جملے ہیں، جنہیں ہمارا سیکولر طبقہ توڑ موڑ کر بیان کرتا ہے اور اس کی غلط تعبیر نکالتا ہے۔ اس رسالہ کا ماٹو سیکولرازم کا پرچار ہے۔

(۸) انگریزی روزنامہ 'دی فرنٹیر پوسٹ' پشاور اپنی الحادی صحافت کی بنیاد پر بے حد بدنام ہے۔ ۲۹رجنوری ۲۰۰۱ء کو اس اخبار میں ایک یہودی دریدہ دہن کا خط چھپا تھا جس کا عنوان ہے: "Why Muslims hate jews" یعنی ''مسلمان یہودیوں سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟'' اس خط میں اس یہودی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر بے حد رکیک حملے کئے تھے۔ شمع رسالت کے پروانوں نے شدید احتجاج کرتے ہوئے فرنٹیر پوسٹ کے دفتر کو آگ لگادی۔ حکومت نے فوری طور پر اس اخبار کی بندش کا حکم جاری کیا تھا۔ لیکن یہ اخبار ۲۰رجون ۲۰۰۱ء سے دوبارہ شائع ہونا شروع ہوگیا ہے۔

(۹) انگریزی ماہنامہ ہیرالڈ، نیوز لائن، مختلف انگریزی اخبارات مثلاً ڈان، دی نیوز، دی نیشن، دی مسلم وغیرہ میں گذشتہ چند ماہ میں جس قدر سیکولرزم کے پرچار پر مبنی مضامین شائع ہوئے ہیں، راقم کے خیال میں گذشتہ پانچ سالوں میں شاید اس موضوع پر اس قدر مضامین شائع نہیں ہوئے ہونگے۔

(۱۰) لاہور میں پنجابی کانفرنس کے دوران 'نظریہ پاکستان' کے خلاف جو کچھ کہا گیا، اسے دہرانا تحصیل حاصل ہے۔

(۱۱) این جی اوز کا نیٹ ورک، نظریہ پاکستان کے خلاف جو پراپیگنڈہ کررہا ہے، اس کی تفصیلات کا احاطہ کسی ایک مضمون میں نہیں کیا جاسکتا۔ اپوائی بیگمات کے بعد اب ایک اور انتہا پسند گروہ 'عاصمائی بیگمات' کا سامنے آیا ہے، جو پاکستان کے خاندانی نظام کو تباہ کرنے اور پاکستان کی نظریاتی اساس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے مجنونانہ جدوجہد کررہا ہے۔ عاصمہ جہانگیر اس گروہ کی سرغنہ ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر سیکولر طبقہ کی اس تازہ یلغار کے اسباب وعوامل کیا ہیں؟ یہ سیکولر دانشور ۷۰ء اور ۸۰ء کی دہائی کے پٹے ہوئے مہرے ہیں۔ آخر ان میں یکا یک دوبارہ جان کیسے پڑ گئی ہے؟ مختصر الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ عالمی منظر پر تیزی رفتاری سے بڑھتی ہوئی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک کے خلاف عالمی استعمار، یہود وہنود کی لابیوں اور مذہب بیزار طبقہ کے ردعمل کا ہی یہ شاخسانہ ہے۔ سوویت یونین کے انہدام کے بعد، امریکی و یورپی استعماری طاقتیں اب اسلام کو اپنا حریف سمجھتی ہیں۔ یہودی تھنک ٹینک پاکستان کی تباہی (خاکم بدہن) کی پیش گوئیاں کررہے ہیں۔ پاکستان کا سیکولر طبقہ جو ہمیشہ اہل مغرب کے نظریات کی ہی جگالی کرتا ہے، وہ عالمی استعماری طاقتوں کے آلہ کار کا کردار ادا کررہا ہے۔ پاکستان کے بائیں بازو کے دانشور جو امریکہ کے خلاف لکھتے تھکتے نہیں تھے، آج امریکی

زیر سرپرستی کام کرنے والے این جی اوز کے نیٹ ورک کے ہراول دستے میں شامل ہیں۔ این جی اوز امریکی سوچ کو پھیلانے کا آج کل مؤثر ترین ذریعہ ہیں۔ اسلام، نظریۂ پاکستان، علماءِ دین، جہادی تنظیموں اور دینی مدارس کے خلاف پاکستان کا سیکولر طبقہ جو کچھ لکھ رہا ہے، وہ بنیادی طور پر امریکی پالیسی ہی کو آگے بڑھانے کی ہی ایک صورت ہے۔

پاکستان میں امریکہ کے سفیر ولیم بی میلام نے امریکہ جانے سے پہلے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، اس کا موازنہ اگر پاکستان کے سیکولر صحافیوں کے مضامین سے کیا جائے تو اس میں حیران کن حد تک مکمل مشابہت پائی جاتی ہے۔ میلام کی تقریر کا پورا متن روزنامہ 'دی نیشن' کی ۲۷ رجون کی اشاعت میں شامل تھا۔ ولیم میلام نے پاکستانی قوم کو متنبہ کیا کہ اگر پاکستان مہذب اور ترقی یافتہ دنیا کے شانہ بشانہ چلنا چاہتا ہے تو اسے 'جناح کا پاکستان' ہی دوبارہ قائم کرنا چاہئے۔ اس نے پاکستان میں جہادی تنظیموں کی بڑھتی ہوئی پزیرائی پر تشویش کا اظہار کیا۔ اس نے کہا کہ جناح ایک سیکولر، لبرل اور ترقی پسند پاکستان چاہتے تھے، وہ اسلامی ریاست کے حق میں نہیں تھے۔ ولیم بی میلام نے پاکستان میں دینی راہنماؤں کو obscurantist کہا۔ اس نے باقاعدہ جناح کی ۱۱راگست کی تقریر کے وہ اقتباسات پڑھ کر سنائے جس میں اس کے بقول سیکولر ریاست کا تصور موجود ہے۔ اس نے پاکستانی حکومت کو مشورہ (حکم؟) دیا کہ وہ بنیاد پرستوں کو کچلنے کیلئے بھرپور اقدامات کرے۔

یکم جولائی ۲۰۰۱ء کے روزنامہ 'جنگ' میں پاکستان کے سابق وزیر خارجہ جناب آغا شاہی کا مفصل انٹرویو شائع ہوا جس میں انہوں نے امریکی تھنک ٹینک اور امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے متعلق تجزیاتی رپورٹوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پاکستان کے متعلق یہ ادارے کس طرح منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ان کے اہم ترین ہدف یہ ہے کہ وہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں اسلامی تحریکوں کو کامیاب نہ ہونے دیں یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ امریکی ادارے محض رپورٹیں مرتب ہی نہیں کرتے ان کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کروڑوں ڈالر بھی خرچ کرتے ہیں۔ پاکستانی ذرائع ابلاغ میں سیکولرزم کی تازہ لہر کے پس پشت مذکورہ عالمی منصوبہ بندی کا فرما نظر آتی ہے۔

جناح کا تصور یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ قیامِ پاکستان کی تحریک کے دوران مسلمانوں میں جس نعرے نے جوش وخروش پیدا کیا، وہ یہی تھا: ''پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ''۔ جناح نے ۱۳/ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور کے جلسہ میں حصول پاکستان کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا: ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔''

۱۱راگست ۱۹۴۷ء کی جناح کی تقریر کے بعض اقتباسات پیش کر کے سیکولر دانشور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قیام

پاکستان سے پہلے جناح کی جن تقاریر میں اسلام یا اسلامی ریاست کے متعلق جو باتیں ملتی ہیں، وہ انہوں نے مسلم عوام کے اندر علیحدہ ریاست کے حصول کی غرض سے جوش و خروش پیدا کرنے کے لئے کہی تھیں ورنہ ان کے پیش نظر ایک سیکولر ریاست کا قیام ہی تھا۔ جناح نے ۱۱ راگست کی تقریر میں سیکولر ریاست کی اصطلاح استعمال کی، نہ ہی سیکولرازم کو ریاستی نظریہ کے طور پر پیش کیا، مگر اسلام دشمن طبقۂ ملاحدہ نے جناح کی اس تقریر کو آڑ بناتے ہوئے منفی پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ پاکستان کا دستور اسلامی شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا۔ ۲۵ رجنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا: ''میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکتا جو دیدہ دانستہ اور شرارت سے پراپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا۔ اسلام کے اصول عام زندگی میں آج بھی اسی طرح قابل اطلاق ہیں، جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ میں ایسے لوگوں کو جو بدقسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں، یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ یہاں غیر مسلمانوں کو بھی کوئی خوف نہیں ہونا چاہئے۔''

۴ رفروری ۱۹۴۸ء کو سبی میں خطاب کے دوران آپ نے کہا:

''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ضابطہ حیات پر ہے جو ہمارے عظیم واضع قانون پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے قائم کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی چاہئیں۔ اسلام کا سبق یہ ہے کہ مملکت کے اُمور و مسائل کے بارے میں یہ فیصلے باہمی بحث و تمحیص اور مشوروں سے کیا کرو۔''

ہمارے سیکولر راہنما ۱۱ راگست ۱۹۴۷ء کی جناح کی تقریر کو ہی ان کا آخری نقطہ نظر قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں پاکستان بننے سے پہلے جناح کی تقاریر میں جو اسلام کے متعلق حوالہ جات ملتے ہیں، وہ عوام الناس میں جوش و جذبہ پیدا کرنے کی غرض سے دیئے گئے، حالانکہ اس موقع کے بعد بھی جناح نے کئی مرتبہ اسلامی ریاست قائم کرنے کی بات کی۔ ڈاکٹر عائشہ جلال کی کتاب سے جناح کے یہ الفاظ ملاحظہ کیجئے:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے موقع پر سندھ بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے سامعین پر زور دیا کہ وہ تنگ نظری اور صوبہ پرستی سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو پاکستان کو ایک ''سچی عظیم اسلامی ریاست'' بنانے کے لئے تیار کریں۔'' (صفحہ ۲۷۹)

ڈاکٹر عائشہ جلال نے جناح کے اس بیان کو دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس والے مشہور خطاب سے 'بہت نمایاں گریز' (Radical departure) قرار دیا ہے مگر یہ اس خاتون مؤرخ کی کج فہمی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ۱۱ راگست ۱۹۴۷ء کو دیئے گئے ان کے خطبہ کو سیکولر دانشوروں نے بالکل غلط تناظر میں پیش کیا ہے۔ نجانے سیکولرزم کے

متعلق ان حضرات کا کیا تصور ہے، سیکولرازم اپنے مفہوم ومطلب کے لحاظ سے ہر اعتبار سے مذہب مخالف نظریہ ہے۔ معروف ترین انسائیکلوپیڈیا اور انگریزی لغات میں سیکولرزم کی تعریف کرتے ہوئے اسے مذہب مخالف نظریہ بتایا گیا ہے۔

'نظریۂ پاکستان' کی اصطلاح اصغر خان صاحب پاکستان کے قیام کا مقصد محض مسلمانوں کے لئے الگ علاقے کے حصول تک محدود بتاتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''اس نظریے کے تحت برصغیر میں شمال مغرب اور شمال مشرق کے مسلم اکثریتی علاقے، آزاد ریاستیں تشکیل دے سکتے تھے۔ اس وقت تک اس نظریے کا مفہوم بس اس قدر تھا، اس سے زیادہ نہ تھا۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا، اس کی نئی نئی تفسیریں سامنے آنے لگیں۔ مذہبی دھڑے جو اپنی بالادستی قائم کرنا چاہتے تھے، یہ ثابت کرنے پر تل گئے کہ پاکستان ایک مذہبی ریاست کے طور پر قائم ہوا ہے...... اس طرح 'نظریۂ پاکستان' کی اصطلاح وجود میں آ گئی''۔ (اسلام، جمہوریت اور پاکستان، صفحہ ۲۷۸)

اس شرارت کے خالق جسٹس (ر) محمد منیر ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''جناح سے ضیاء تک'' میں 'نظریۂ پاکستان' کی اصطلاح کو جماعت اسلامی کے ایک رکن اسمبلی سے منسوب کیا ہے۔ جسٹس (ر) منیر کے مطابق: ''قائداعظم نے 'نظریۂ پاکستان' کا فقرہ کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔ قیام پاکستان کے پندرہ سال بعد تک نظریۂ پاکستان کے فقرے سے کوئی متعارف نہیں تھا۔ حتیٰ کہ ۱۹۶۲ء میں جب قومی اسمبلی میں سیاسی جماعتوں کے قانونی بل پر بحث ہو رہی تھی تو اسمبلی میں جماعت اسلامی کے واحد ممبر جنہوں نے ایک ترمیم پیش کر رکھی تھی، نے اپنی تقریر میں نظریۂ پاکستان کا فقرہ استعمال کیا تو اس پر چودھری فضل الٰہی نے جو بعد میں پاکستان کے صدر مقرر ہوئے تھے، اعتراض کیا تھا کہ نظریۂ پاکستان کی تعریف کی جانی چاہیے، اس پر ممبر مذکور نے جواب دیا تھا کہ نظریۂ پاکستان اسلام ہے، لیکن پھر کسی ممبر نے مزید یہ نہیں پوچھا کہ ''اسلام کیا ہے؟'' چنانچہ ترمیم منظور کر لی گئی۔'' (صفحہ ۲۶)...... (باقی آئندہ)

مسافرانِ آخرت

☆ عارف والہ سے ہمارے کرم فرما اور قلمی معاون محترم پروفیسر محمد اکرام تائب کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ رحلت فرما گئیں۔

☆ مجلس احرار اسلام بورے والہ کے رکن محترم صوفی عبدالشکور کی دادی صاحبہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

☆ مجلس احرار اسلام ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ کے کارکن محترم غلام یٰسین مجاہد کے والد محترم ۱۱ جولائی ۲۰۰۱ء کو انتقال کر گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اراکینِ ادارہ ان حضرات سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے اُن کے غم میں شریک ہیں اور دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے آمین (ادارہ)